خالق کو اپنی امیدوں کا مرجع قرار دیں

(فرمودہ ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء)

مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی اے ایل ایل بی وکیل گجرات کا نکاح مسماۃ زمانی بیگم صاحبہ عرف روزی دختر خان بہادر آصف زمان خان صاحب کلکٹر مرحوم سکنہ پیلی بھیت سے دس ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۳۔ ستمبر ۱۹۳۷ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

نکاح کے وقت انسان پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اگر فریقین ان ذمہ داریوں کو سمجھیں تو نکاح یقیناً بہت بڑی رحمت اور انعام ثابت ہو سکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ حمد کامل صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسی نسخہ کو ہر وقت سامنے رکھا جائے تو انسانوں کو ایک دوسرے سے شکوہ و شکایت کرنے کا موقع نہ ملے اور اگر ملے تو بہت کم۔ میں جب آب و ہوا کی تبدیلی کی غرض سے پہاڑوں پر جاتا ہوں تو کئی چیزیں جو گھر میں ضروری نظر آتی ہیں وہاں جا کر ضروری نہیں رہتیں۔ میرے ساتھ بالعموم افغان دوست ہوتے ہیں جن کو چائے پینے اور نسوار لینے کی عادت ہوتی ہے۔ پہاڑ پر یا سفر میں ان کی یہ عادت جاتی رہتی ہے یا کم از کم بہت حد تک کم ہو جاتی ہے حالانکہ ان کو آدھ آدھ گھنٹے کے بعد نسوار لینے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کو پہلے سے اس کا خیال ہوتا ہے کہ وہاں یہ چیزیں میسر نہ آئیں گی وہاں ان کو نہ تو چائے کی پیالیاں ملتی ہیں اور نہ نسوار ملتی ہے مگر

ان کی طبیعت میں کبھی بھی شکوہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ان کو ان چیزوں کے ملنے کی امید نہیں ہوتی اور وہ جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ان کو میسر نہیں آئیں گی۔ مگر گھروں میں ان کو یہ چیزیں نہ ملیں تو شکوہ پیدا ہوگا کیونکہ وہاں ان کو امید ہوتی ہے کہ یہ میسر آجائیں گی۔ اسی طرح اگر ایک شخص کسی غیر آدمی کے گھر جائے اور وہ اس کی خاطر نہ کرے حتیٰ کہ پانی بھی نہ پوچھے تو اس کو ہرگز شکوہ نہ ہوگا کیونکہ اسے اس آدمی پر امید نہ تھی۔ مگر وہی شخص اپنے کسی دوست کے گھر جائے اور وہ کسی قسم کی کوتاہی کردے تو خواہ دس رنگ میں اس کی خاطر و مدارات بھی کردے اور صرف ایک رنگ میں اس کی خواہش پوری نہ کرے تو وہ اس سے شکوہ کرے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلقات محبت کی وجہ سے ایک شخص کو دوسرے شخص پر امیدیں ہوتی ہیں مگر ساری امیدیں صرف اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پوری ہوسکتی ہیں انسانوں کے ذریعہ پوری نہیں ہوسکتیں۔ مگر بعض لوگ اس اصل کو بھول جاتے اور انسانوں پر اپنی امیدیں لگا بیٹھتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں وہ رنج اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ شادی میں بھی اس اصل کو مدنظر رکھ کر میاں بیوی ایک دوسرے پر امیدیں رکھ لیتے ہیں۔ مرد اپنی بیوی کے متعلق سمجھتا ہے کہ وہ خوبصورتی میں پرستان کی پری سے بھی بڑھ کر ہوگی اور دنیا میں کوئی بھی عورت خوبصورتی میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گی۔ اخلاق کے متعلق وہ یہ اندازہ لگاتا ہے کہ اس کے اخلاق اس قدر بلند ہوں گے کہ دنیا اس کی نظیر لانے سے محروم ہوگی اور وہ یہاں آکر سب کو اخلاق سکھلائے گی۔ اس کے کھانے پکانے کے متعلق اس کا یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا اعلیٰ اور عمدہ کھانا پکانا جانتی ہوگی کہ دنیا کے تمام باورچی اس کے مقابلہ میں ہیچ ہوں گے۔ اس کے حسن انتظام کے متعلق وہ یہ خیال کرتا ہے کہ سو روپیہ جہاں خرچ ہوتا ہو وہاں وہ اپنے حسن انتظام سے دس روپے خرچ کرے گی۔ حسن سلوک کے متعلق اس کا اندازہ یہ ہوتا ہے کہ گھر میں آتے ہی وہ ایسا جادو کرے گی کہ میرے ماں باپ اس سے بہت زیادہ محبت کرنے لگ جائیں گے اور میرے معاملات میں تو وہ ایسی اچھی ہوگی کہ مجھ پر قربان ہوجائے گی اور میری ایسی مطیع اور فرمانبردار ہوگی کہ میں اس کے مقابلہ میں سب کو بھول جاؤں گا۔ ادھر بیوی نے بھی اسی طرح امیدیں لگائی ہوتی ہیں۔ وہ خیال کرتی ہے کہ خاوند کے گھر قدم رکھتے ہی وہ میرا غلام ہوجائے گا اور جہاں مجھے دس روپے کی ضرورت ہوگی وہاں وہ مجھے سو روپیہ دے گا اور اس جیسا بااخلاق آدمی دنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔ پھر خاوند کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری بیوی میرے

والدین کی خدمت کرے اور انہیں اس کے ذریعہ کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے مگر وہ یہ خیال لے کر آتی ہے کہ میں گھر جاتے ہی اس کے ماں باپ کو نکال دوں گی۔ غرض یہ متضاد خیالات جو میاں بیوی کے اکٹھے ہونے سے پہلے پیدا ہوتے ہیں کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ ایک غلط اصول پر چل رہے ہوتے ہیں جس سے سوائے فساد کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جس قسم کے آرام کی توقع ایک خاوند اپنی بیوی سے رکھتا ہے اس کے بالکل الٹ بیوی اپنے خاوند سے توقع رکھتی ہے۔ خاوند کی راحت اس میں ہوتی ہے کہ میرے ماں باپ کی خدمت ہو اور سو ۱۰۰ روپے کی بجائے دس روپے خرچ ہوں مگر عورت اس کے مقابل پر یہ خیال کرتی ہے کہ میرا آرام اس میں ہے کہ میں خاوند کے ماں باپ کو گھر سے نکال دوں اور دس کی بجائے سو ۱۰۰ روپیہ خرچ کروں تو ایسے گھر میں نہ تو خاوند کو آرام ہوگا اور نہ بیوی کو چین ہوگا کیونکہ ان کے اصول ہی ایسے ہیں جو فساد کا موجب ہیں۔

ایسے موقع پر بے شمار درود ہوں ہمارے رسول کریم ﷺ پر جنہوں نے ایک ایسے قانون کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے کہ اگر ہم اس کو اپنے سامنے رکھیں اور پھر شادی کریں تو ہرگز یہ بات پیدا نہ ہو۔ رسول کریم ﷺ نے اس موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ [1] پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت نکاح کے موقع پر کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ کہ حمد کامل صرف اللہ کے لئے ہے۔ ہم میں کوئی خوبی نہیں، ہم عیب دار ہیں، عیب سے پاک صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے وَ نَسْتَعِیْنُہٗ مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت کہتے ہیں کہ ہم تو خدا سے مدد طلب کرتے ہیں، انسانوں سے مدد کے طالب نہیں۔ خاوند کہتا ہے کہ میری تمام امیدیں خدا تعالیٰ سے وابستہ ہیں بیوی کچھ نہیں کر سکتی۔ اسی طرح بیوی کہتی ہے کہ میری تمام امیدیں خدا تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہیں خاوند کچھ نہیں کر سکتا۔ وَنَسْتَغْفِرُہٗ پھر مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت کہتے ہیں کہ اے خدا ہمارے گناہوں کو ڈھانپ لے ہم تو بڑے گنہگار ہیں صرف تیری ذات ہی ایسی ہے جو غلطی سے پاک ہے۔ وَنُؤْمِنُ بِہٖ مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان تو صرف اللہ تعالیٰ پر ہے ہماری ساری امیدیں اللہ تعالیٰ ہی پوری کرے گا۔ کیونکہ اس پر ہمارا ایمان اور یقین ہے کسی انسان پر نہیں کہ وہ ہر وقت ہمارے کام آسکے گا۔ جب مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت اپنی کمزوری اور بے بسی کا اس طرح اقرار کرتے ہیں تو اس کے

بعد وہ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ کہتے ہیں یعنی ہم تو اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں۔ غرض وہ ساری امیدوں کا پورا ہونا خدا تعالیٰ کی ذات سے وابستہ کرلیتے ہیں اور اس طرح ان میں وہ بدمزگی اور ناچاقی پیدا نہیں ہوتی جو اس اصل کو نظر انداز کرنے کی صورت میں پیدا ہو جاتی ہے۔

غرض یہ ایک عظیم الشان گُر ہے جو شادی کے لئے بمنزلہ بنیاد ہے۔ جو لوگ اس گُر پر عمل کریں گے ان کے خانگی امور میں کچھ نااتفاقی نہیں آسکتی۔ پس مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت کسی پر امید نہیں رکھتے وہ صرف خدا پر امیدیں رکھتے ہیں اور اسی صورت میں کامیابی ہوتی ہے۔

(الفضل ۱۰۔ ستمبر ۱۹۳۷ء صفحہ ۴)

لہ ابوداؤد کتاب النکاح باب فی خطبۃ النکاح